IJFANS INTERNATIONAL JOURNAL OF FOOD AND NUTRITIONAL SCIENCES
ISSN PRINT 2319 1775 Online 2320 7876
Research Paper © 2012 IJFANS. All Rights Reserved, Journal Volume 11, Iss 12, 2022

Educational Contribution of Umrah-E-Paigah in Asaf Jahi Period

Amena Begum,
Research Scholar, Department of History
Maulana Azad National Urdu University Hyderabad

ABSTRACT

Mir Qamruddin Khan Nizam-ul-Mulk Asaf Jah-I established a new dynasty is called Saltanath-E-Asafia in 1724 AD. The first capital was Aurangabad. After shifted to Hyderabad in the period of Nizam Ali Khan-II. The early period of Mir Qamruddin Khan was spent in battles. Therefore, not many madrasas are mentioned during his period. "Paigah" was established during the reign of Nizam Ali Khan-II. Abul Fateh Khan Taigh Jung Bahadur was first Amir-E-Paigah. Who played significant role in Asaf Jahi dynasty. Amir-E-Paigah Nawab Fakhruddin Khan was his famous son, who was very passionate about education. He was son in law of Nizam Ali Khan-II. Nawab Fakhruddin Khan first introduced a modern scientific education in the Deccan. He establish Madersa-E-Fikhriya in his Devodhi. Where modern scientific studies were taugh along with religious education. Not only had this he established Dar-ru-Tarjuma in 1825 in his Devodhi. And he established Shams-ul-Umara Sanghi Printing Press for Publication of books. These Paigah Nobles authored and compiled many books.

Key Words: "Paigah" is a personal army of the kings.
Amir means Nobles of the court,
Devodhi is residential area of the nobles,
Dar-ru-Tarjuma means Translation Department.

تمہید (Introduction) :

تاریخ کے اوراق کی گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ زمانہ قدیم سے تعلیم کے لیے کوئی علحدہ مکتب یا عمارتیں نہیں ہوتی تھیں۔ اس وقت کے تمام مساجد درگاہیں درس گاہوں کا کام انجام دیتے تھے۔ ان مسجدوں میں صحن کے اطراف چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوتے ہیں جو دراصل ان طلباء و مدرسین کے رہنے کے مقامات تھے۔ مدارس اور مسجد بنانے کا رواج عہد وسطیٰ سے نظر آتا ہے۔ سلطان محمود ایک علم دوست بادشاہ تھا۔ اس کا دربار علماء، حکماء اور شعراء سے معمور رہا کرتا تھا۔ اس کو اپنی حکومت میں مدارس و مساجد قائم کرنے کا بہت شوق تھا۔ اس کے امراء بھی اس کی تقلید کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے امراء جو ہند کے مختلف صوبوں کے گورنر تھے۔ انہوں نے اپنے اپنے صوبوں میں مساجد اور درس گاہیں قائم کیں۔ دہلی سلطان قطب الدین ایبک نے بھی دہلی میں قوۃ الاسلام مسجد تعمیر کیا تھا۔ اسی طرح مغل حکمراں ہمایوں نے دہلی میں "مدرسہ شیخ حسن" کے نام سے قائم کیا تھا۔ اکبر کی رضاعی ماں ماہم بیگم نے ایک مدرسہ "خیر المنازل" کے نام سے قائم کیا تھا۔ اسی طرح بہمنی سلطنت کا وزیر اعظم محمود گاواں جس نے بیدر میں 1472ء میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ اسی طرح قطب شاہی حکمرانوں نے بھی علم کی سرپرستی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حیدرآباد کے مدارس جیسے چارمینار کا مدرسہ، مکہ مسجد کا مدرسہ، مدرسہ شجاعیہ، مدرسہ قطب عالم کافی اہم تھے۔ اگر سلطنت آصفیہ کے مدارس کی بات کی جائے تو سلطنت آصفیہ کے ابتدائی دور میں آصف جاہی فرمانرواں معرکہ آرائیوں میں مصروف رہے۔ اس لیے میر قمرالدین خاں کے دور میں اورنگ آباد میں ایک "مدرسہ فاروقیہ" کے نام سے میر قمرالدین خاں نے قائم کیا تھا۔ میر قمرالدین خاں کے بعد ان کے جانشین نظام علی خاں ثانی ہوئے۔ نظام علی خاں ثانی کے دور میں امیر پائیگاہ نواب فخرالدین خاں نے اپنی توجہ علم و ادب کی جانب مبذول کی۔

مقاصد :

اس مقالہ کے مقاصد اس طرح ہیں:

- امرائے پائیگاہ کے علمی خدمات کو عیاں کرنا۔
- امرائے پائیگاہ کے تصانیف کو عیاں کرنا۔
- امرائے پائیگاہ کے قائم کردہ مدارس کو عیاں کرنا۔

طریقہ تحقیق :

زیر تحقیق مقاصد کو عیاں کرنے کے لیے وضاحتی طریقہ کار کو اختیار کیا گیا۔ یہ ایک اہم طریقہ ہے جس میں تاریخی بنیادی معلومات کو تشریح کرتے ہوئے اہم نکات کی وضاحت کی جاتی ہے۔ یہ ایک موزوں طریقہ ہے جو تاریخی علوم کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔

ISSN PRINT 2319 1775 Online 2320 7876
Research Paper © 2012 IJFANS. All Rights Reserved, Journal Volume 11, Iss 12, 2022

امرائے پائیگاہ کے تعلیمی خدمات :

سلطنت آصفیہ جنوبی ہند کی عظیم الشان سلطنت گزری ہے۔ جس میں 7 فرمانرواں وقت گزرے ہیں۔ یہ سلطنت نہ صرف ہندوستان بلکہ عالمی سطح پر منفرد مقام رکھتی ہے۔ میر قمرالدین خاں نے 1724ء میں سلطنت آصفیہ کی بنیاد ڈالی آصف جاہ اول کے ساتھ دکن آنے والے امراؤں میں ابوالخیر خاں بھی شامل تھے۔ ابوالخیر خاں خاندان پائیگاہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ اس طرح سلطنت آصفیہ کے ساتھ ساتھ خاندان پائیگاہ کی بنیادیں بھی استوار ہوگئیں۔

پائیگاہ ایک فارسی لفظ ہے۔ جس کے معنی ذیشان، بلندوبالا کے ہیں۔ لفظ پائیگاہ کے مختلف زبانوں میں مختلف معنی اخذ ہیں۔ تلنگی زبان میں اس کے معنی پگڑی کے ہیں۔ مرہٹوں نے لفظ پائیگاہ کو استعمال کیا ہے۔ مرہٹی زبان میں اس کے معنی فوج یا سواروں کے دستہ کے ہیں۔ مرہٹوں نے اس لفظ کو پیشوا کی خاص باڈی گارڈ کے لیے استعمال کیا۔ اس لفظ کا اطلاق سلطنت آصفیہ میں فوجی بندوبست، نگہداشت جمعیت کے لیے استعمال کیا۔ نظام علی خاں آصف جاہ ثانی نے نگہداشت جمعیت کے لیے تیغ جنگ بہادر کو جاگیر عطا کی گئی۔ اس کو "پائیگاہ" (1777) کا نام دیا گیا۔ اس کے امیر کو امیر پائیگاہ کہا جاتا ہے۔ امرائے پائیگاہ کے سلطنت آصفیہ سے گہرے روابط کے ساتھ ساتھ وفاداری، خدمت گزاری، رعایا پروری، ریاست کے استحکام وانصرام میں اہم رول ادا کیا۔ ریاست حیدرآباد کے طبقۂ اعلیٰ اور شرفاء میں امرائے پائیگاہ کا مرتبہ سب سے بلند تھا۔ یہ دونوں خاندان آپس میں ازدواجی رشتوں کے ذریعہ منسلک ہوئے۔

حیدرآباد دکن کی کوئی علمی، ادبی، ثقافتی، سیاسی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک کہ حیدرآباد کے پائیگاہوں کی تاریخ اور ان کے علمی وادبی خدمات کا ذکر نہ کیا جائے۔ پائیگاہی امیر نواب ابوالفتح خاں تیغ جنگ بہادر کے فرزند نواب فخرالدین خاں تھے۔ آپ کی عمر ابھی پانچ برس کی تھی کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپ کی پرورش نظام علی خاں آصف جاہ ثانی نے شاہی محل میں شہزادوں کی طرح کی۔ آپ کو اپنے آبائی پیشہ سپاہ حرب سے زیادہ علم وحکمت سے دلچسپی تھی۔ نواب فخرالدین خاں پہلے امیر کبیر ہیں جن کی علم دوستی، علم پروری، قابل تحسین اور قابل تقلید ہے۔ ان کے علمی ذوق وشوق کے سبب تعلیمی نظام کو فروغ حاصل ہوا۔ جس طرح شاعری کی ابتداء دکن سے ہوئی۔ اسی طرح اردو میں سائنسی علوم کی ابتداء بھی دکن سے ہوئی۔ جس کا سہرا امرائے پائیگاہ کو جاتا ہے۔ یہ امراء فارسی، عربی پر عبور رکھتے تھے، اور ساتھ ہی فرانسیسی اور انگریزی زبانیں بھی جانتے تھے۔ یہی وہ شمس الامراء ہیں جنہوں نے حکمت، ہندسہ، ریاضی وغیرہ میں سب سے پہلے اردو میں کتابیں تصنیف کیں۔ یہی نہیں بلکہ ذاتی تحقیق اور تلاش کے لیے انہوں نے ایک رصدگاہ جہاں نما میں تعمیر کروائی تھی۔

فخرالدین خاں نہ صرف حیدرآباد بلکہ بیرون حیدرآباد بھی علمی وادبی سرگرمیوں سے واقف رہتے تھے۔ اس لیے فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہونے والے اخبار اور رسالوں کو منگواتے تھے۔ ان کے علمی شغف کے تعلق مصطفیٰ کمال اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

> "امرائے پائیگاہ نواب فخرالدین خاں شمس الامراء ثانی نے مروجہ نصاب تعلیم سے انحراف کرتے ہوئے
> علم ریاضی، علم ہیئت، علم طبعیات، کیمیاء اور دوسرے سائنسی علوم کی کتابیں خود تصنیف وتالیف کرتے
> تھے"۔

IJFANS International Journal of Food And Nutritional Sciences
Official Publication of International Association of Food and Nutrition Scientists

IJFANS INTERNATIONAL JOURNAL OF FOOD AND NUTRITIONAL SCIENCES
ISSN PRINT 2319 1775 Online 2320 7876
Research Paper © 2012 IJFANS. All Rights Reserved, Journal Volume 11, Iss 12, 2022

اس کے علاوہ آپ نے مختلف ماہرین مترجمین کے ذریعہ بہت سی کتابوں کے ترجمہ کروائے۔ جن میں قابل ذکر مسٹر جوزہ، تندوی، ڈاکٹر میکلن، میر شجاعت علی، رائے منوہر لعل، شمس الدین فیضی وغیرہ شامل ہیں۔

سلطنت حیدرآباد میں تعلیم کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں تھا۔ مسجدوں، مندروں اور خانقاہوں و درس گاہوں میں صرف مذہبی تعلیم کا نظم تھا۔ اور عوام کو شعر وادب سے زیادہ دلچسپی تھی۔ اگر یہی حالات رہینگے تو سلطنت و عوام جدید علوم کے فوائد سے محروم رہینگے۔ یہ شمس الامراء نہیں چاہتے تھے کہ عوام صرف شعر وشاعری قصہ کہانیوں میں منہمک ہو جائیں۔ بلکہ آپ چاہتے تھے کہ عصری علوم وفنون سے آگاہی انسان کو حال سے وابستہ کرتی ہے۔ جہاں سے مستقبل کی راہیں ہموار ہوتی ہے۔ یہ امراء دوراندیش وسیع النظر تھے۔ آپ کو احساس تھا کہ آنے والا دور سائنس وٹکنالوجی کا دور ہوگا۔ سائنس وٹکنالوجی کے اس دور میں وہی قومیں دنیا میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکتی ہیں جو جدید سائنسی میدانوں میں ہونے والی نت نئی ایجادات سے واقف ہوں۔ اس لیے یہ امراء چاہتے تھے کہ سائنسی میدانوں میں ہونے والی ایجادات سے عوام کو روشناس کروانا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے آپ نے یورپ سے جدید علوم کی کتابیں منگوائیں۔ یہی نہیں بلکہ ان امراؤں نے اپنی دیوڑھیوں میں مدارس بھی کھولے۔ ان علم پرور امراؤں نے اپنے جیب سے لاکھوں روپیہ خرچ کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان امراؤں نے نہ صرف مدرسے کھولے بلکہ لوگوں کے ذہنوں کو تبدیل کر دیا۔ ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو پیدا کیا۔ سب سے پہلے حیدرآباد میں چھاپہ خانہ ان شمس الامراؤں نے ہی قائم کیا، جو مطبع شمس الامراء سنگی چھاپہ خانہ 1825ء کے نام سے مشہور ہوا۔ اس طرح شمس الامراء ریاست میں مدرسہ، چھاپہ خانہ اور دارالترجمہ 1825ء کی بنیاد ڈالی۔

تعلیم کی اہمیت وافادیت کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا۔ ہمارے آقا ﷺ پر سب سے پہلے وحی تعلیم پر نازل ہوئی۔ ایک واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنگ بدر کے تعلیم یافتہ قیدیوں کی رہائی کے لیے زر نقد کے بجائے ان لوگوں کو تعلیم دینے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اسلام کے ابتدائی دور سے لیکر عصر حاضر کے ابتدائی دور پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مسجد کے گوشہ میں ایک مکتب (مدرسہ) موجود ہوتا تھا۔ جہاں سے تشنگان علم سیرآب ہوا کرتے تھے۔ تعلیم کی ترقی اور ترویج میں امراء واہل منصب داروں نے اہم رول ادا کیا۔ جنوبی ہند کی طاقتور سلطنت آصفیہ کے طبقہ امراؤں نے علم سے گہری وابستگی کا اظہار کیا ہے۔ اپنی دیوڑھیوں میں مدارس قائم کیے۔ فخرالدین خاں نے اپنی دیوڑھی شاہ گنج میں غریب بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مدرسہ فخریہ 1843ء میں قائم کیا۔ یہ مدرسہ اس وقت قائم ہوا جبکہ حیدرآباد میں کسی سرکاری مدرسہ کا تصور ونام ونشان نہیں تھا۔ اور نہ ہی کسی کو علمی ذوق وشوق تھا۔ اس مدرسہ میں مذہبی علوم کے ساتھ فارسی اور جدید سائنسی علوم جیسے طبعیات، علم ہیت، ریاضی اور انگریزی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مدرسہ کے قیام کا مقصد غریب بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا تھا۔ بچوں میں ذوق وشوق پیدا کرنے کے لیے ہر ایک بچہ کو 15 ویں دن چوائی دینے کے طریقے کو شروع کیا۔ جو عصر حاضر میں معاشی اعتبار سے کمزور طلباء کو مختلف قسم کے اسکالرشپ دیے جارہے ہیں جو فخرالدین خاں کے چوائی دینے کے طریقہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اس طرح مدرسہ فخریہ کو جنوبی ہند میں جدید علوم کا اردو میں درس دینے کا شرف حاصل ہے۔

یہاں پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

زبان کی قدر میں خود اپنی قدردانی ہے — زبان کے رشتے سے مربوط زندگانی ہے
زبان نہ ہو تو ادب کا کوئی وقار نہیں — ادب نہ ہو تو زبان کا کہیں شمار نہیں

IJFANS International Journal of Food And Nutritional Sciences
Official Publication of International Association of Food and Nutrition Scientists

IJFANS INTERNATIONAL JOURNAL OF FOOD AND NUTRITIONAL SCIENCES
ISSN PRINT 2319 1775 Online 2320 7876
Research Paper © 2012 IJFANS. All Rights Reserved, Journal Volume 11, Iss 12, 2022

پروفیسر عبدالقادر سروری مدرسہ فخریہ کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

> ”اس زمانے میں نہ صرف حیدرآباد بلکہ ہندوستان بھر میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا مدرسہ تھا جہاں دینی علوم کے ساتھ حکمی اور علمی علوم کی تعلیم اردو میں دی جاتی تھی۔ کتابیں موجود نہ ہونے کی وجہ سے خود بانی مدرسہ کتابیں تصنیف وتالیف کرتے تھے۔“

زبان کو ہر ملک وملت میں جو تہذیبی اہمیت حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سلطنت حیدرآباد کا بڑا کارنامہ اردو کو ذریعہ تعلیم بنانا تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا میں کوئی قوم نامور اور کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا ہر فرد تعلیم کے زیور سے آراستہ نہ ہو۔ کیونکہ حیدرآباد کے ادب پر بھی فورٹ ولیم کالج کا کافی اثر ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں قصہ کہانیوں کی کتابیں لکھنے اور پڑھنے کا شوق پیدا ہو رہا تھا۔ ہر طرف شعر وشاعری کے چرچے تھے۔ حیدرآباد بھی اس مرض میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ صرف سالار جنگ کو اس سے مستثنیٰ سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ وزراء شاعروں، فنکاروں اور قصہ گویوں کی سرپرستی میں شاہی خزانہ لٹا رہے تھے۔ جس کا ذکر داستان ادب حیدرآباد میں کیا گیا ہے۔ چندولعل کئی شاعروں اور عالموں کی سرپرستی کرتے تھے، جس کی وجہ سے کئی شعراء حیدرآباد کا رخ کرنے لگے۔ قادری زور اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

> ”تقریباً روزانہ شب میں آدھی رات گزرنے کے بعد مشاعرہ ہوتا تھا۔ دور دور کے شعراء بھی مقامی شعراء کے پہلو بہ پہلو اس میں حصہ لیتے تھے۔ تین سو سے زیادہ شعراء چندولعل کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ ان میں اکثر کی تنخواہ مقرر تھی۔ کسی کی تنخواہ سو روپے سے کم نہ تھی۔ بعض کی ہزار روپیہ مقرر تھی“۔

جس کا اثر حیدرآباد پر کافی سنگین پڑا۔ چندولعل کے عہد وزارت میں ریاست کا زرخیز علاقہ برار قرض کی ادائیگی کے لیے انگریزوں کے یہاں رہن پر چلا گیا۔ بے صلاحیت وزراؤں کے اس طرز عمل سے دور س نتائج برآمد ہوئے اور یہ ریاست کے لیے نقصاندہ ثابت ہوا۔ یہ شمس الامراء دوراندیش تھے۔ ان امراؤں کی دوربین نظر نے بروقت اس کو بھانپ لیا۔ ان امرائے پائیگاہ کا عظیم کارنامہ اردو کو ذریعہ تعلیم بنانا تھا۔ بغیر کسی کمیشن کے بغیر کسی ماہرین کے سفارش کے یہ کام انجام دیا۔ یہ خاندان صاحب سیف وقلم کا تھا۔ فخرالدین خاں کے خدمات کو زرین حرفوں میں لکھا جانا چاہیے۔ کیونکہ عصر حاضر میں ہم اس بدگمانی میں مبتلا ہیں کہ اردو موجودہ ترقی یافتہ دور میں علم کا ساتھ دے سکتی ہے یا نہیں؟ اردو کو حصول علم کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مگر اس بات کو تین سو سال قبل حیدرآباد کے طبقہ امرائے پائیگاہ نے اپنی دوراندیشی اور وسیع النظری سے ثابت کر دیا۔ جدید علوم جیسے ریاضی، طبعیات، کیمیاء، فلکیات، ادویات، حیوانیات وغیرہ کو فراہم کرتے ہوئے یہ ثبوت کیا کہ اردو زبان عصر حاضر کے ان تمام تقاضوں کو عملی جامہ پہنا سکتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ سائنسی کتابوں میں اصلاحات کے ایسے ترجمے بھی کیے گئے جو بغیر دشواری کے حل کر دیا۔

یہی نہیں بلکہ مدرسہ طبابت میں بھی ان امراؤں نے اہم رول ادا کیا۔ ناصرالدولہ کسی عارضہ میں مبتلاء ہوئے تھے۔ یونانی اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ ایک دن رزیڈنٹ فریزر آپ کی مزاج پرسی کے لیے گئے تھے۔ ناصرالدولہ نے فرمایا کہ ڈاکٹری علاج کی کافی تعریف سُنی ہے۔ فریزر صاحب نے کہا کہ حکم دیں تو ڈاکٹر حاضر کروں۔ ناصرالدولہ نے شرط رکھی کہ وہ کوئی دوا استعمال نہیں کرینگے۔ ڈاکٹر میکلین نے صرف پرہیزی غذاؤں کے ذریعہ تین مہینوں میں مرض کو زائل کر دیا۔ جس سے خوش ہو کر ناصرالدولہ نے ڈاکٹر میکلین کو مدرسہ طب کھولنے کا حکم دیا۔ چنانچہ

IJFANS INTERNATIONAL JOURNAL OF FOOD AND NUTRITIONAL SCIENCES
ISSN PRINT 2319 1775 Online 2320 7876
Research Paper © 2012 IJFANS. All Rights Reserved, Journal Volume 11, Iss 22, 2022

1846ء میں توپ کے سانچے کے قریب ڈاکٹر میکلین کی زیرِ نگرانی مدرسہ طبابت کھولا گیا۔ مگر کسی نے بھی داخلہ نہیں لیا۔ چونکہ ریاست میں کوئی جدید تعلیم کا نظم نہیں تھا۔ چنانچہ فخرالدین خاں کے مدرسہ فخریہ کے طلباء کو ترغیب دے کر مدرسہ طبابت میں داخلہ دلوایا۔ جہاں پر طب کی تعلیم اردو میں دی جاتی تھی۔ جس کے لیے ڈاکٹر میکلین، ڈاکٹر اسمتھ اور ڈاکٹر میکنزی نے اردو میں کتابیں لکھیں جو شمس الامراء کے سنگی چھاپہ خانہ سے شائع ہوئی۔ اگر ایسا کہا تو بیجا نا ہوگا کہ مدرسہ طب کی کامیابی کا سہرہ امرائے پائیگاہ کو جاتا ہے۔ ان امرائے پائیگاہوں کی تخم ریزی کا نتیجہ جو آج ہمیں ثمر آور درخت جو جامعہ عثمانیہ کی شکل اختیار کیا ہے۔ دارالترجمہ بھی اسی کا حصہ ہے۔

فخرالدین خاں کے جانشین بھی علمی شغف رکھتے تھے جو انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ حیدرآباد میں اردو کو سرکاری زبان بنانے کی سب سے پہلی تحریک نواب سر آسمان جاہ نے کی تھی۔ جن کی بدولت عدالتوں میں 1871 میں اردو احکامات جاری کیے گئے۔ اس کے علاوہ آپ کے عہدِ وزارت میں مدرسہ انجینیرنگ بمقام ورنگل میں کھولا گیا۔ آپ کی فیاضی جو ترقی تعلیم کی نسبت تھی۔ ممالک محروسہ سرکار عالی تک محدود نہیں تھی، بلکہ بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی جاری رہی۔ علی گڑھ، دیوبند وغیرہ کو مالی امداد دینا منظور فرمایا۔

جس وقت آسمان جاہ علی گڑھ پہونچے تو سر سید احمد خاں نے آپ کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ ماہانہ جو امداد سرکار نظام سے کالج کو دی جاتی تھی اس میں مزید دو سو پچاس (250) ماہانہ کا اضافہ کیا۔ آسمان جاہ نے سر سید احمد خاں سے فرمایا کہ آپ نے تو اس کالج کا نام "محمڈن کالج" رکھا ہے، مگر اس دارالعلوم میں کوئی مسجد نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے کالج میں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لیے دس ہزار روپے منظور فرمائے۔

یہ ریاست کے لیے احسان عظیم ہے کہ آسمان جاہ نے ریاست میں پائے جانے والے یتیم و بیسر لڑکوں کو تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا۔ جس کے لیے گولکنڈہ میں شال بافی کا کارخانہ قائم کیا گیا۔ جہاں پر ان بچوں کو ہنر کے ساتھ ساتھ ان کے رہن سہن اور کھانے پینے کا مفت انتظام کیا گیا۔ اس طرح یتیم و لاوارث لڑکیوں کے لیے ورنگل میں تعلیم و تربیت کے ساتھ ہنر سکھانے کا انتظام کیا۔ استادنیوں کا تقرر کیا گیا جو ان کو تعلیم کے ساتھ خواتین سے منسلک کام سینے پرونے، کارچوبی اور دایہ کا کام سکھایا گیا۔ کیونکہ ریاست میں دایہ کی سخت ضرورت تھی۔ یہاں پر اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ جس وقت بشیر الدولہ آسمان جاہ نے 1871ء میں عدالتوں میں اردو کو رائج کیا، اس وقت تک شمالی ہند کے عمائدین میں سے کوئی قابل شخص حیدرآباد نہیں آیا۔ کیونکہ عماد الملک 1873ء میں آئے۔ مہدی علی خاں محسن الملک 1874ء میں اور وقار الملک 1875ء میں اور مولوی چراغ علی اعظم یار جنگ 1877ء میں ڈپٹی نذیر احمد اپریل 1877ء میں حیدرآباد آئے۔ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"عدالتوں میں اردو میں اظہارات قلمبند کرنے کا مسئلہ 1869ء سے بشیر الدولہ سر آسمان جاہ کے پیش نظر تھا۔ جس کو 1871 میں عملی جامہ پہنایا گیا"۔

اس ہنرمندی کی تعلیم کی بدولت سماج کا ایک اہم حصہ بھوک مری، فاقہ کشی سے محفوظ رہا ہے۔ دورِ حاضر میں جو حکومت کی جانب سے تین ماہ یا چھ ماہ کے ٹریننگ پروگرام چلائے جا رہے ہیں جو سابق میں ہنر آسمان جاہ کے شروع کردہ طریقہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جس کی شروعات ان امرائے پائیگاہ نے بہت سال قبل کر چکے تھے۔ جس کی بدولت ان لاوارثوں کو اپنے زورِ بازو پر روزگار حاصل کرنے کے قابل بنایا گیا۔ اور دوسری جانب ملک میں صنعت و حرفت کو فروغ حاصل ہوا۔ یہ اقدامات عصرِ حاضر کے ٹیکنیکل ایجوکیشن اور Skill Development سے مشابہت رکھتے

IJFANS
International Journal of Food And Nutritional Sciences
Official Publication of International Association of Food and Nutrition Scientists

ISSN PRINT 2319 1775 Online 2320 7876
Research Paper © 2012 IJFANS. All Rights Reserved, Journal Volume 11, Iss 12, 2022

ہیں۔ جنھوں نے سابق میں ہنر پر مبنی تعلیم کا آغاز کیا۔

نواب فخر الدین کاں شمس الامراء ثانی نے ریورنڈ چارلس کی برطانیہ میں انگریزی زبان میں شائع ہوئے چھ رسالوں کا اردو میں ترجمہ کر کے 1256ھ میں سنگی چھاپہ خانہ سے شائع کیا۔ ان چھ رسالوں کا نام "ستہ شمسیہ" سے موسوم کیا۔ جو حسب ذیل ہیں۔

(1	علم جر ثقیل	(2	علم ہیئت	(3	علم آب
(4	علم ہوا	(5	علم نظارہ	(6	علم برق

یہ چھ رسالے 41 -1840ء میں مطبع سنگی شمس الامراء سے شائع کی گئیں۔ جس کے مترجمین میر امان دہلوی، غلام محی الدین، مسٹر جوزہ، جونس اور تندوی وغیرہ تھے۔ نواب رفیع الدین خاں اپنے والد کی طرح علم دوست امیر تھے۔ آپ علم ریاضی پر کافی عبور رکھتے تھے۔

یہ اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ ان امرائے پائیگاہ نے سب سے پہلے جدید سائنسی علوم کی طرف توجہ علی گڑھ اور دہلی تحریک سے پہلے کی۔ کیونکہ علی گڑھ سے پہلے حیدرآباد میں سائنس پر 27 کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ جس کا ذکر مختلف مصنفین نے اپنی کتابوں میں دیا ہے۔

حوالہ جات References :

(1 شمس الامراء نواب فخر الدین خاں امیر کبیر، "شمس الہندسہ"، سنگی چھاپہ خانہ، حیدرآباد، 1835۔

(2 غلام امام خاں، "تاریخ خورشید جاہی"، ریاض ہند، علی گڑھ، 1869۔

(3 کے۔ کے۔ مودی راج، "پکٹوریل حیدرآباد"، جلد اول، چندر کانتھ پریس، حیدرآباد، 1929۔

(4 مانک راؤ وٹھل راؤ، "بستان آصفیہ"، جلد اول، مطبع نور الاسلام پریس، حیدرآباد، 1909۔

(5 عبدالقادر سروری، "حیدرآباد دکن کی تعلیمی ترقی"، اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد، 1934۔

(6 رامن راج سکسینہ، "تذکرہ دربار حیدرآباد"، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، 1988۔

(7 محی الدین قادری زور، "داستان ادب حیدرآباد"، ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد، 1951۔

(8 مہدی علی خاں، "گزیٹیر ممالک محروسہ سرکار عالی"، حیدرآباد، 1891۔

(9 احمد عبداللہ المسعودی، "مملکت حیدرآباد"، بہادر یار جنگ اکاڈمی، کراچی، پاکستان، 1967۔

(10 خواجہ غلام حسین خاں، "گلزار آصفیہ"، طبع اختر دکن پریس، حیدرآباد، 1891۔